اوصاف مسلم

مولانا محمد منشاء کاشف

ہمارا یہ ایمان ہے کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ آخری ہادی اور قرآن پاک آخری ہدایت ہے اور قیامت تک انسانیت کی نجات کا دارومدار حضور اکرمؐ کی لائی ہوئی ہدایت پر ہے جب کوئی شخص دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے تو اس پر فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنی زندگی پیغمبر اسلامؐ کے بتائے ہوئے طریقہ پر بسر کرے اور دوسروں کو بھی اس پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دے۔ ایک مسلمان کی زندگی کیسی ہونی چاہیئے اور اس میں کون سی صفات ہونی چاہیئں۔ اس کا جواب ہم قرآن پاک میں ہی تلاش کریں گے یوں تو قرآن پاک میں جابجا اللہ تعالیٰ نے ایک سچے اور پکے مسلمان کی صفات بیان فرمائی ہیں۔ لیکن سورۃ الفرقان کے آخری رکوع میں انہیں ایک خاص شرح وبسر کے ساتھ بیان فرمایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما.** یعنی اللہ کے بندے وہ ہیں جو زمین پر غرور تکبر کے بجائے بردباری وعاجزی سے چلتے ہیں ان کی چال سے شرافت ٹپکتی ہے۔ اور جب کبھی جاہل لوگ انہیں فحش مذاق کرتے ہیں یا ان پر آواز کستے ہیں تو وہ ان کی اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے بجائے خاموشی کے ساتھ ان کے پاس سے گزر جاتے ہیں۔ یا صرف سلام کر کے اپنی دھن میں چلے جاتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے اور بعض دوسرے بزرگوں نے گالیاں سن کر دعائے خیر ہی سے مخالفین کو یاد کیا ہے۔ اور دوسری صفت یہ بھی ہے۔ **والذین یبیتون لربھم سجدا وقیاما.** اور ان کی راتیں عیش و غفلت میں نہیں بلکہ یاد الٰہی میں بسر ہوتی ہیں۔ وہ رات بھر قیام میں کھڑے رہتے ہیں۔ ایک اور جگہ قرآن مجید میں ہے۔ **ان المتقین فی جنت و عیون. آخذین مآاتھم ربھم انھم کانو ا قبل ذالک محسنین. کانو ا قلیلا من اللیل مایھجعون وبالاسحارھم یستغفرون. وفی اموالھم حق للسائل والمحروم.**(سورۃ الذاریات 15 تا 19) اللہ کے نیک بندوں کیلئے جنت چشموں والی ہوگی وہ اللہ تعالیٰ سے انعامات لینے میں خوشی کا اظہار کریں گے۔ اپنے نیک اعمال کی وجہ سے رات کو بہت کم سویا کرتے ہیں اس لئے صبح کی نماز سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت یعنی تہجد پڑھتے ہیں۔ اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ اور جو ان کو اللہ تعالیٰ نے مال جیسی نعمت عطا کی اس میں سے مانگنے والے اور نہ مانگنے والے مفلسوں کا حق ادا کرنے میں سستی نہیں کرتے۔ اس ضمن میں یہ واقعہ بے جانہ ہوگا۔ کہ جناب امام ابو حنیفہؒ رات کو اتنی دیر قیام فرمایا کرتے تھے۔ کہ دور سے دیکھنے والوں کو وہ مسجد کا ستون ہی نظر آیا کرتے تھے۔ جب وہ فوت ہو گئے تو ایک لڑکی جسکا گھر مسجد کے قریب ہی تھا اپنے باپ سے دریافت کرنے لگی کہ کئی روز سے مسجد کا ایک ستون غائب ہے۔ اور میں حیران ہوں کہ مسجد کی چھت تا حال اپنی جگہ پر موجود ہے۔ اس شخص کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور کہنے لگا بیٹی وہ ستون نہ تھا۔ بلکہ امام المسلمین ابو حنیفہؒ تھے۔ جو ساری رات قیام کی حالت میں کھڑے رہتے تھے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ رات کو سرے سے سونا ہی منع ہے بلکہ سورۃ المزمل میں نبی اکرم ﷺ کو حکم ہوتا ہے۔ **قم اللیل الا قلیلا. نصفہ اوانقص منہ قلیلا. او**

> **والذین یبیتون لربھم سجدا وقیاما**
>
> **اور ان کی راتیں عیش و غفلت میں نہیں بلکہ یاد الٰہی میں بسر ہوتی ہیں۔ وہ رات بھر قیام میں کھڑے رہتے ہیں**

زد علیه۔ رات کو قیام کیا کرو مگر تھوڑی رات یا اس سے کچھ کم یا ذرا زیادہ۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رات کو نبیؐ سویا بھی کرتے تھے اور عبادت بھی کیا کرتے تھے۔ اور اب یہی ہمارے لئے سنت بن گئی ہے۔ اللہ کے نیک بندوں کے یہی اوصاف تھے کہ وہ رات کو تھوڑا سا سونے کے بعد آخری رات کے حصہ میں عبادت کیا کرتے تھے۔ اور اللہ سے یہ دعا مانگتے تھے۔ والذین یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جهنم ان عذابها کان غراما. انها سآء ت مستقرا ومقاما. (الفرقان) ان کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ ہمیشہ خدا سے ڈرتے رہتے ہیں اور سورۃ آل عمران میں انکا یہ بھی وصف بیان فرمایا ہے کہ المستغفرین بالاسحار۔ یعنی وہ صبح کے وقت خصوصیت سے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش کیلئے دعا کرتے ہیں۔ اور حدیث میں اشراف امتی حملة القرآن واصحاب اللیل ۔ یعنی میری امت کے شریف یعنی مسلمان وہ ہیں جو تہجد گزار اور قرآن پڑھنے پڑھانے والے ہیں اور عمل کرنے والے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ جن مسافروں کو دور جانا ہو وہ علی الصبح ہی اٹھتے ہیں۔ اگلی آیت میں جہنم کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ بہت بری جگہ ہے۔ والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذالك قواما. ان میں یہ بھی صفت پائی جاتی ہے کہ جب وہ خرچ کرتے ہیں تو نہ ہی رقم فضول گنواتے ہیں۔ اور نہ ہی بخل سے کام لیتے ہیں۔ بلکہ ان کا طریقہ ان دونوں کے بین بین ہوتا ہے۔ اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ وہ دولت کو وہیں خرچ کرتے ہیں جہاں اس کا بہترین مصرف ہوتا ہے۔ اور بہترین مصرف کیا ہے؟ اس کا جواب سورۃ البقرۃ میں جہاں نیک کاموں کی ایک طویل فہرست مندرج ہے وہاں اس کا تذکرہ ان الفاظ میں ملتا ہے۔

واتی المال علی حبه ذوی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب. یعنی وہ مال کو محبت سے جمع کرنے کی بجائے اپنے رشتہ داروں یتیموں غریبوں مسافروں مانگنے والوں اور مصیبت سے رہائی دلانے میں خرچ کیا جائے جس سے لوگوں کے اخلاق بگڑتے ہوں، مثلاً ناچ گانے یا شراب کی پارٹیوں میں یا وی سی آر میں فلمیں دیکھنے میں بے جا خرچ کرنے میں یا مؤحدین کی جماعت کو پارہ پارہ کرنے میں یا رشتہ داروں کے حقوق سلب کرنے میں، یتیموں مساکین مسافروں اور مصیبت زدہ لوگوں کا حق کھانے میں اپنی جیب کو گرم کرنا اور ان کا صحیح حق کھا کر اپنے دفاع میں خرچ کرنا حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مالداروں سے یہ بھی سوال کرے گا۔ کہ میں نے تمہیں مال دیا تھا بتاؤ اسے کیسے خرچ کیا؟ اور اسی طرح ان لوگوں سے بھی پوچھا جائے گا جو مساجد کیلئے درس و تدریس اور جہاد کیلئے مال اکٹھا کرتے ہیں تو اس میں خیانت کرنے والوں سے حساب لیا جائے گا کہ کہاں خرچ کیا؟ سورۃ المومنون میں اس صفت میں یہ بھی واضح فرما دیا۔ کہ وہ باقاعدہ زکوٰۃ اسلام کے پانچ بنیادی اصولوں میں سے ایک اہم اصول ہے۔ زکوٰۃ نہ دینے والا شخص گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے لیکن اس کا انکار کفر ہے کیونکہ اسلام کے پانچ بنیادی اصولوں میں سے کسی کا انکار کفر سمجھا جاتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے عہد خلافت میں منکرین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کیا تھا۔ والذین لایدعون مع الله الها اخر ۔ ان میں ایک یہ بھی صفت پائی جاتی ہے۔ کہ وہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو اپنا مددگار نہیں بناتے اور مصیبت کے وقت اس کے سوا کسی دوسرے کو مدد کیلئے نہیں پکارتے اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرا بھلا مدد بھی کیا کر سکتا ہے۔ جھوٹے معبود جن کو لوگ ایسے وقت میں پکارتے ہیں ان کے متعلق سورۃ الحج میں ہے۔ ”جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے۔“ خواہ وہ سب مل کر کوشش کریں اور اگر مکھی کوئی چیز ان سے چھین کر لے جائے تو اس سے واپس بھی نہیں لے سکتے ”ایسا شخص اور اس کے معبود دونوں گئے گزرے ہیں مسلمانوں کو اس باب میں یعنی غیر اللہ سے مدد مانگنے اور اس پر بھروسہ رکھنے سے گریز کرنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ دنیا کو توحید کا سبق دینے والی قوم خود ہی شرک میں مبتلا ہو جائے۔ ان کی ایک صفت یہ بھی ہے۔ ”کہ وہ کسی کو ناجائز قتل نہیں کرتے۔ مسلمان کیلئے مسلمان کو قتل کرنا ویسے بھی کفر ہے مگر شرعی طور پر قصاص لینا یعنی اگر بدلہ کی خاطر کسی کو قتل کیا جائے تو وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہو گا۔ اور ان کی یہ بھی صفت ہے ”کہ وہ

بقیہ صفحہ نمبر ۱۰

حضرت موسیٰؑ نے بھی ایسے شخص کو سنگسار کرنے کا حکم دیا تھا لیکن اب تو یہودیوں اور عیسائیوں میں اسے معیوب نہیں سمجھا جاتا بلکہ مسلمان بھی ان کی صحبت میں رہ کر احکام شریعت سے غافل ہوچکے ہیں